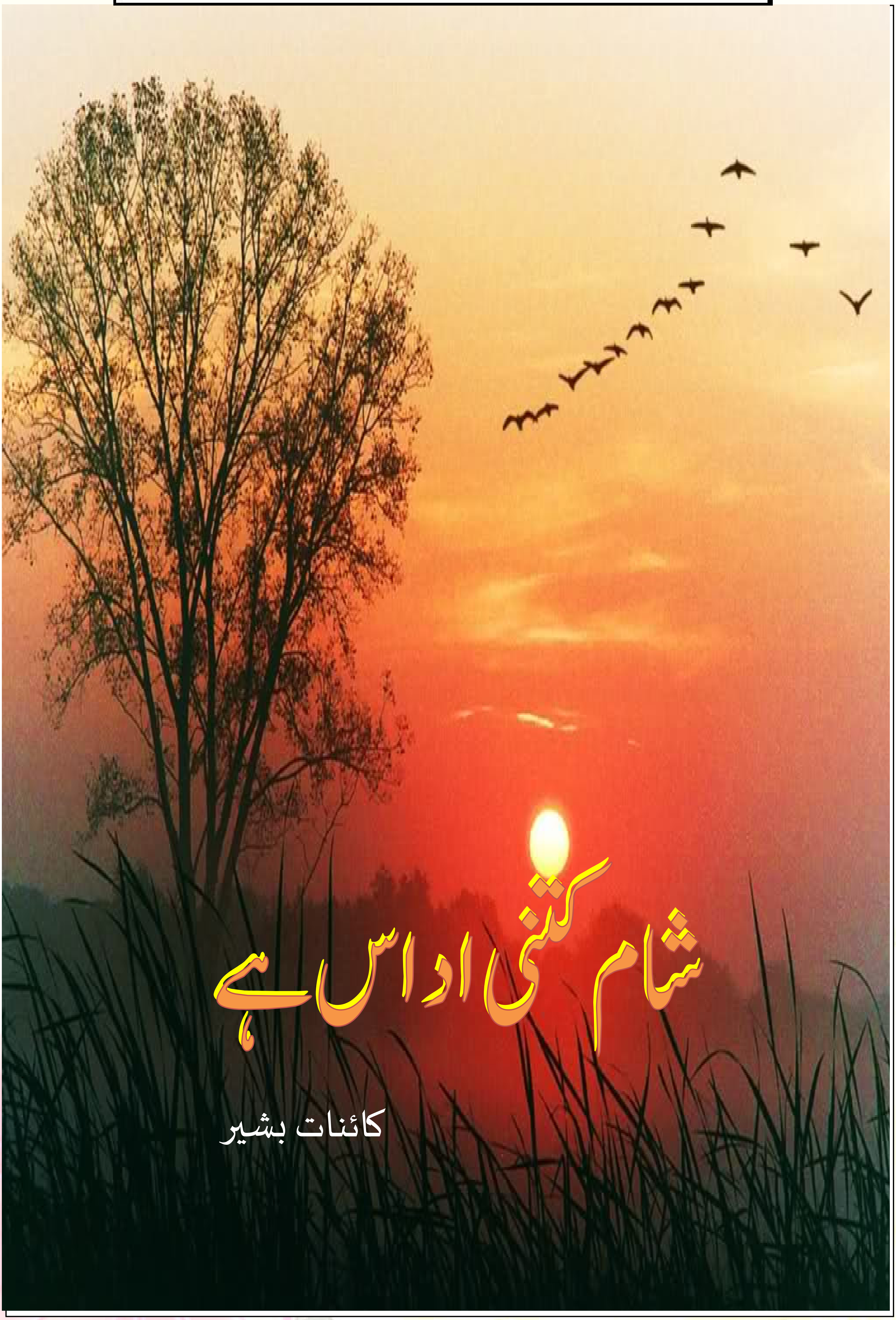

شام کتنی اداس ہے
کائنات بشیر

انتساب

میری کزن فرحت اور ممتاز کے نام
جو ڈائری میں منتخب شاعری لکھا کرتی تھیں

پیش لفظ

شاعری کی پہلی کتاب کے حوالے سے یہ میرا آپ سے اولین تعارف ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ تخلیقی سفر کا آغاز کیسے ہوتا ہے۔ فن موجود بھی ہو تو اسکے ظاہر ہونے کے لیے وقت، حالات اور واقعات ذریعہ بنتے ہیں۔ مجھے اتنا یاد ہے جب ہوش سنبھالا تو گھر میں صرف ایک بھائی تھے وہ بھی بڑے، جو اپنا بچپن اپنے انداز سے گزار چکے تھے۔ سو والدین کی بے لوث محبتوں کے بعد جب مجھے اپنے آپ کو دیکھنے کی فرصت ہوئی تو خود کو گھر میں موجود امرود کے درخت پر جھولا جھولتے پایا۔ اور میں ساتھ کوئی نظم بھی پڑھ رہی تھی۔ اب سوچتی ہوں تو اندازہ ہوتا ہے کہ وہ نظم تب بھی یقینا میرے اندر اک لطیف حس بیدار کر رہی ہو گی۔ کیونکہ اسی بدولت میں نے خود کو کبھی تنہا محسوس نہیں کیا۔ اور اپنے آپ میری دنیا جھولا جھولتے نظمیں گاتے پڑھتے مزے سے بسنے لگی۔ میرے لیے بھی حیران کن ہے کہ میں نے نہ تو گڑیا وغیرہ کھیلی اور نہ ہی لڑکوں والے کھیل کھیلے۔ البتہ ایک ماحول ضرور میرے آس پاس موجود رہا اور میں انجانے میں ہی اس سے گزرتی رہی۔ شعر، نظم، اور غزل کی صورت شاعری میرے اندر پنپتی رہی۔ والد صاحب ماشاءاللہ، بہت باذوق اور ادبی قسم کے انسان تھے۔ شعروشاعری سے انھیں خاص شغف تھا۔ اقبال، غالب، مومن، میر درد ایک سے بڑھ کر ایک کلام انھیں ازبر تھا۔ وہ خود بھی برملا شعر کہہ لیتے تھے۔ ان کی ڈائری میں لکھی اقبال کی غزل ۔۔

تندئی باد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیے

اور

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

مجھے شاعری کی روح میں اترنے اور اک نیا جہاں کھوجنے کو مجبور کرتے۔ تو شاعری کا یہ وصف مجھ میں اللہ تعالی کی کرم نوازی کے بعد انھی سے آیا۔ اچھی شاعری پڑھنا، سمجھنا اوراس کی وجدانی کیفیت میں اترنا مجھے بہت اچھا لگتا تھا۔ میں نے پروین شاکر کو خوب پڑھا۔ اس کی دلکش شاعری مجھے اپنے ہی جذبات کا اظہار لگتی۔ پھر

بشریٰ رحمان کی -- صندل میں سانسیں جلتی ہیں -- پڑھ کر میرے احساسات کو جیسے جلا ملی۔ اور ناصر کاظمی، احمد فراز، فیض احمد فیض، وصی شاہ، ساحر لدھیانوی کی شاعری نے جیسے اپنی خوبصورتی کے سحر میں جکڑ لیا۔ بس پھر شاعری پڑھتے اور شاعر کے جذبات کو سمجھتے سمجھتے کب میرے اپنے جذبات قلم کی نوک پر آ گئے اور کاغذ پر اپنا وجود بنانے لگے پتہ ہی نہیں چلا۔ لیکن میں اتنا ضرورجان گئی کہ احساسات کا لطیف ردھم میں اظہار ذات کو کتنی بڑی تسکین دیتا ہے۔ کتنے در وا کر دیتا ہے۔ شاعری دل کے ایک خاص گوشے کی پروردہ ہے۔ میں اپنے رب کی شکر گزار ہوں جس نے میرے اندر کی اس تخلیق کار کو واضح کیا۔ اور وہ سب کچھ جو بآسانی زبان زد نہیں ہوتا اسے لفظوں کی زباں دینے کا وصف عطا کیا۔ سو میری پہلی شاعری کاوش ہی میرا تعارف ہے۔

کائنات بشیر

kausar56@hotmail.de

آپ کے رسپانس آپکی رائے کا مجھے انتظار رہے گا۔ اس ای میل ایڈریس کے ذریعے آپ مجھ سے رابطے میں ہو سکتے ہیں۔

عنوان	صفحہ نمبر

ہاں اب بھی ساون برستا ہو گا

ہاں اب بھی۔۔

جب ساون برستا ہو گا

گھٹائیں جھوم کے چلتی ہوں گی

قوس قزح تیرے آنچل پہ اترتی ہو گی

ہوا تجھے چھو کر

مستی میں گنگناتی گزرتی ہو گی

میرا نام زیر لب لے کر تجھے اچھا لگتا ہو گا

ہاں اب بھی۔۔

مجھے یقیں ہے کہ تری آنکھوں میں

میرے نام کے دیئے جلتے ہوں گے

اک انتظار سا رہتا ہو گا

اور اسی انتظار کا اک دیا میں نے بھی

اپنے دل کے دریچے میں جلا رکھا ہے

جب تم ساتھ ہوتے ہو

یہ دنیا سندر لگتی ہے

ارمانوں سے سجتی ہے

چاند اور تارے سب اپنے سے لگتے ہیں

کہکشاں راہوں پہ اترتی ہے

نظروں کے سائے میں دن ڈھلتے ہیں

جھکی پلکوں میں خواب جاگتے ہیں

دل کا ہر کونا آباد لگتا ہے

شاد لگتا ہے

بامراد لگتا ہے

ہر چیز ممکن ہو سکتی ہے

کیونکہ

جب تم ساتھ ہوتے ہو

یہ دل بھی ساتھ ہوتا ہے

مجھے اسی راہ چلنا ہے

جس پر آغاز سفر کیا تھا

زادِ راہ لیا تھا

کیا خوبصورت چاند تھا

روشن تارے تھے

ہوائیں جھومتی تھیں

دل پہ خوشی کے سائے تھے

دنیا رنگین تھی

جذبات پہ رنگ چھائے تھے

کہ اچانک ہی

حالات کی نیا بھنور میں آئی

چاند مدہم ہوا تارے رو پڑے

ہوائیں طوفاں بنیں، دل سوختہ ہوا

منزل کی اور رستے اوجھل ہوئے

پر مجھے چلنا ہے اسی راہ پر

کیونکہ کبھی وقت ٹھہرا ہے نہ مسافر

زندگی یونہی گزر جاتی ہے

نہ ستاتی، نہ رلاتی، نہ تڑپاتی، نہ جلاتی
زندگی یونہی گزر جاتی تو کتنا اچھا تھا

فراق کے لبادے اڑاتی
نہ جدائیوں کے رستے دکھاتی
تمنائیں سر نہ اٹھاتیں
جذبات ہلچل نہ مچاتے
یونہی ندی شور مچاتی
کوئل کوکتی تو کتنا اچھا تھا

نہ وقت کا ضیاع ہوتا
نہ کچھ کھونے کا گماں ہوتا
یہ زمانہ اور سماج ہوتا
نہ رسمیں ہوتیں نہ رواج ہوتا
پھول بگیا میں کھلتے
بھنورے گنگناتے تو کتنا اچھا تھا

یہ زندگی اپنے ہی نام ہوتی
من بھی اپنا ہی پاسدار ہوتا

وفا کی چاہت ہوتی

نہ بے وفائی کا ڈر ہوتا

یونہی پرندے شور کرتے

اڑان بھرتے تو کتنا اچھا تھا

زندگی یونہی گزر جاتی تو کتنا اچھا تھا

یہ دل، دل ہی رہتا تو کتنا اچھا تھا

زندگی یونہی گزر جاتی تو۔۔

کتنا عجب سا ہوتا
تیری زلفوں کے سائے میں مسافر کیسے شام کرتا
وفا کے پیرائے میں کیسے نام درج کرتا
محبت کی اداؤں بنا یہ شام کتنی اداس ہوتی
کیسے دن ہوتا کیسے رات ہوتی اگر زندگی یونہی گزر جاتی تو
چاند کے بنارات بین کرتی
تارے ٹم ٹم کرتے ممتا کو کھوجتے رہ جاتے
باغباں کے بغیر گل کتنے انا پرست ہوتے
بنا خوشبوٗ پھول فقط اک پیرہن ہوتا
یہ زندگی یونہی گزر جاتی تو کیا ہوتا
اک شمع کی مانند جلتی جاتی
اور پروانے نہ ہوتے تو کون نثار ہوتا
دل ہوتا دیوانے نہ ہوتے تو دیوانگی کا کیا عالم ہوتا
یہ زندگی یونہی گزر جاتی تو سب کتنا ادھورا کتنا خالی ہوتا
صد شکر کہ یہ زندگی یونہی نہیں گزری
اس میں منزل کو جاتی راہ ملی
اور اس پر اک ہم قدم ملا
اور یہ زندگی۔۔زندگی بن گئی

محبت اک سمندر ہے

سمندر جو نظر آتا ہے

اپنی وسعتوں میں

پر چھپا ہے اتھاہ گہرائیوں میں

اک میرا اثاثہ

میرا اپنا

میرا دل

یہی تو ہے وہ سمندر

جس کی گہرائیوں میں

ان دیکھے نہاخانوں میں

چھپائے ہوں کچھ خزانے

درد بھرے افسانے

موتی آنسو، خنجر باتیں

لہروں سی آہیں

پر انھیں یہیں رہنے دو

دل میں ہی بھنور بنانے دو

اسی گہرائی میں ستانے دو

کہ محبت اک سمندر ہے

سمندر کی سطح تو شفاف ہے

اک سکون کا احساس ہے

ٹھہراؤ ہے

آس ہے

بند لفافہ ہے

جس میں چھپا کوئی راز ہے

میری آنکھوں میں امید ہی جگنے دو

پیار کے گیت گنگنانے دو

محبت کی سیپیاں چننے دو

اپنی بانہوں میں دنیا سمونے دو

کہ محبت اک سمندر رہے

آدھا چاند ہجر جیسا،

جانتے ہو۔۔

چاند کیوں پورا ہے

کبھی ادھورا ہے

کیوں گھٹتا ہے

پھر بڑھتا ہے

اور چھپ جاتا ہے

کبھی چودھویں کا چاند لگتا ہے

کبھی اداس دل کی طرح

وصل جیسا

ہجر جیسا

کبھی دلہن کا روپ چرائے

کبھی برہا کی ماری کو رہن جگائے

شائد

اس پر بھی دل کے موسم آتے ہیں

کئی دن سے

نہ جانے کیوں !

یہ من بے کل سا ہے

بن بات اداسی سی چھائی ہے

جیسے کچھ کھو سا گیا ہے

گھاس پے بیٹھی بے خیالی میں

تنکے اٹھا کر توڑ رہی ہوں

بے دلی سے سوچ رہی ہوں

کیوں چاند مدہم ہے

اور ہوا خاموش۔۔

سب ساکت ہیں

رنگ بھی باتیں نہیں کرتے

نیند بھی روٹھ سی گئی ہے

بے وجہ آنکھیں نم ہو جاتی ہیں

اچانک

اک چہرہ آنکھوں کے سمندر میں ابھرا ہے

دل کی دھڑکن لمحہ بھر کو رکی ہے

اور۔۔ اور

ابھی ابھی کوئل کوکی ہے

مہکی ہوا نے مجھے چھوا ہے

تارے ٹمٹمائے ہیں اور چاندنی لپکائی ہے

آنکھوں میں رنگ اترنے لگے ہیں

اک بہار سی چھانے لگی ہے

شائد مجھے کچھ ہو سا گیا ہے

ہاں وہی!

جسے محبت کا نام دینے سے میں گھبرا رہی ہوں

مجھے جینے دو

یہ پل یہ گھڑیاں

آنکھیں خواب گوندھنا چاہتی ہیں

دل کی بھٹی میں پکانا چاہتی ہیں

آشا کا رس پینا چاہتی ہیں

لیکن یہ سماج

ان خوابوں کو دیکھنے نہیں دیتا

پنپنے نہیں دیتا

زرخیز مٹی کو بنجر بنا دیتا ہے

تمناؤں کی دنیا اسے گوارا نہیں

جذبات سے لینا دینا نہیں

یہ خواہشوں کو مٹا دینا چاہتا ہے

کاش یہ جانتا!

آرزوؤں کو ختم کرکے یہ دل، دل رہے گا۔

ریت پر چاند کی تصویر بنانے والی

ندی کا کنارا آب کی روانی ہے
بکھری بکھری ہر سو اک چاندی ہے
کرنیں ہنس کر بادل کی اوٹ میں چھپ جاتی ہیں
گنگناتی ہوا شجر کے کان میں سرگوشی کرتی ہے
دل پہلو میں اٹھکیلیاں کرتا ہے
قدم زمیں پر، پرواز آسماں کی ہے
اور میں چونک جاتی ہوں
میں تو چولستان کی باسی ہوں
میرے سر پر تو گھاگھر ہے اور آنکھوں میں سپنے سہانے
قدم صحرا میں ہیں اور اک تپش ناتمام
نہ تن پہ مخمل ہے اور پاؤں کے نیچے ریت سرسراتی ہے
نہ کہیں ندی کی باڑ ہے اور پانی تو اک سراب ہے
لو غصے میں تن کے چھید کرتی ہے
کرنیں کب کی بادل کو پچھاڑ چکی ہیں
پھولوں کی جگہ کانٹے پڑے ہیں
کاروان حیات جاری ہے اور یہی میری زندگانی ہے
شائد میری آنکھیں خواب دیکھنے کے قابل نہیں

اسے تم دل کہتے ہو

وہ معصوم سا پیارا سا

رہتا ہے اک ہستی میں

پھولوں سی بستی میں

جس میں کانٹے بھی ہیں

جہاں ساز بجتے ہیں

تتلیاں اڑتی ہیں

جو چھوٹی سی خوشی پر جھلمل کرنے لگتا ہے

ہلکی سی چبھن پر فریادی بننے لگتا ہے

من کی دنیا پر تخت نشیں ہے

میری جاں میرے ارماں، اسی کے باسی ہیں

اسے تم دل کہتے ہو

جسے میں ارمانوں کا مدفن سمجھتی ہوں

خواب جاگ اٹھے

بے خبری کے پلوں میں
پتہ ہی نہیں چلتا
کب خواب جاگ اٹھتے ہیں
اور دل کی بستی میں کوئی صدائیں دینے لگتا ہے
ہوا دھیرے دھیرے کچھ کہتی ہے
پھول کھکھلاتے ہیں اور بھنورے گنگناتے ہیں
محفل میں دل تنہا سا رہتا ہے
ان دیکھا انتظار آنکھ کی منڈیر پر اتر آیا ہے
سکھیاں ساتھ چھوڑ رہی ہیں
اور تبھی اک روز ماں بیٹی کو پرایا ہونے کی خبر دیتی ہے
تو دل دھڑ دھڑ بجنے لگتا ہے
پنڈولم کی طرح ہلتا ہے
اور کچھ کھونے کا زیاں اسکی آنکھیں نم کر دیتا ہے

مسافر کیا تجھے پتہ تھا۔۔

چلے جا رہے ہو

تھکے تھکے

تنہا، اداس

اے مسافر!

کیا تجھے پتہ تھا

کہ یہ راہ کٹھن بھی ہو گی

قدم قدم پہ انا کے سنگ میل ہوں گے

لفظوں کے تیر دل میں چھید کریں گے

آنکھوں پر زمانے کی تپش ہو گی

ہمسفر بیچ راہ ساتھ چھوڑ سکتا ہے

پیاس کچھ اور بھی بڑھ سکتی ہے

منزل سراب بن کر تجھے بار بار بھٹکائے گی

کاش

تم نے سفر کرنے سے پہلے

اپنے زادِ راہ کو بار بار دیکھ لیا ہوتا

آج موسم بڑا رومانی تھا

سر شام بادل چلے آئے
ہوائیں جھومنے لگیں
من کا باورا پنچھی گانے لگا
اے ہوا میرے سنگ سنگ چل
میرے دل میں ہوئی ہلچل
کینڈل ڈنر پر
معمولی سی بات پہ
تمہاری غصے کی آندھی چلنے لگی اور
ہم دونوں میں
دھواں دھار لفظوں کی برسات ہوئی
میری آنکھوں سے چھاجوں مینہ برسنے لگا
تم کالی گھٹا کی طرح برس کر چلے گئے
میں پھوار کی طرح برستی
اک کونے میں جا بیٹھی
اور سوچنے لگی
آج موسم بڑا رومانی تھا
پر شائد
ہمارے ستارے ٹکرانے کے موڈ میں تھے

بن باس

محبت اے محبت،

یہ راہ ہم دونوں نے چنی تھی

اک دوسرے کی اور بڑھے تھے

اک منزل کے راہی بنے تھے

میں نے تیری اور تو نے میری

آنکھوں میں اک جہاں پایا تھا

دنیا کی ہر چیز ہر وعدے پر اسکی بنیاد رکھی تھی

اے محبت زندہ باد کا نعرہ لگایا تھا

پر ایک دوسرے کے ہوتے ہی پتہ چلا کہ

یہ تو اک بن باس تھا

اور محبت درمیاں ہی نہیں تھی

اک نئے موڑ پر

سنو!

دل پر بھی اک موسم آتا ہے

جب خوشبو سی آنے لگتی ہے

گل لالہ و بہار نظر آتے ہیں

اک نشہ سا چھانے لگتا ہے

خواب انگڑائی لے کر جاگتے ہیں

اک بہار آتی ہے

من کو ہلکورے دیتی ہے

دنیا حسیں لگتی ہے

بارش تن من کو بھگونے لگتی ہے

چاند تارے پانے کو جی مچلتا ہے

آسماں چھونے کا من ہوتا ہے

زندگی اک نئے موڑ پر آجاتی ہے

اور یہیں پر

اک ہم سفر کا انتظار شروع ہو جاتا ہے

ہم سفر

سکھیوں سنگ جھولا جھول چکی

گڑیا کو گڈے سنگ وداع کر چکی

وقت کی ایک ہی چھلانگ میں خواب سے حقیقت در آئی

اب زندگی کا امتحاں ہے اور میں ہوں

سکھیاں پی سنگ جا چکیں، جھولے ویراں ہو چکے

اگلے گھر کے خواب دکھانے لوگ آتے رہے جاتے رہے

بادباں کھلتے رہے سمٹتے رہے۔۔

دنیا کی نظروں میں استہزائی ہے

جبکہ یہ دل تو چاند کا تمنائی ہے

میرے پہلو میں بھی اک امنگوں بھرا دل ہے

خواب سجائے بیٹھی ہوں اک ہم سفر کے آنے کا

اب ہاروں گی یا جیتوں گی۔۔اک کشمکش کا گھیرا ہے

اور یہ تقدیر کا اندھا کھیل ہے جو اب مجھے کھیلنا ہی ہو گا

اس شہر میں

کیسے لوگ بستے ہیں

پتھر جیسے ظالم

جو فصیلوں کے دائرے کھینچتے ہیں

سنگلاخ چٹانوں، اونچی دیواروں

کے گھیرے میں رہتے ہیں

جن سے ہوا بھی ٹکرا کے سر پٹختی ہو گی

خوشبو اندر آنے کو ترستی ہو گی

دل کی دنیا کتنی اداس ہوتی ہو گی

کسی ان دیکھے مسیحا کا انتظار رہتا ہو گا

جانے وہ کب آئے

کب آئے

اور ان میں اک جھروکا بنائے

اور پھر

اک جاں فزا سا جھونکا اندر آئے

محبت بے زباں ہے

کون کہتا ہے۔۔۔

یہ بے زباں نہیں ہوتی

احساس کے پردے میں چھپی ہوتی ہے

اک دن انا کا پیرہن بدل کر

چاہت کا لبادہ اوڑھ لیتی ہے

دل سے دل تک راہ بنا لیتی ہے

تب تمنائیں ابھرتی ہیں

جذبات میں رنگ بھرتے ہیں

دل دھڑکنے لگتے ہیں

اور۔۔

ان دھڑکنوں کو محبت کی زباں مل جاتی ہے

ہنی مون

تم جا چکے ہو
اک اداسی سی در آئی ہے
دل بے یقینی کے موڑ پر آن کھڑا ہے
چار سو گھنٹے تیس منٹ سات سیکنڈ
محبتوں کا سفر
ابھی تو شروع ہوا ہے
ہاتھوں میں ہاتھ دیا ہے
اک منزل کے دو راہی ملے ہیں
جنموں کے وعدے کیے ہیں
پر چھوٹی سی بات
ہلکی سی تکرار پہ
تم اٹھ کر چل دیئے
میں دل کو تھامے بیٹھی ہوں
سوچوں میں گھبرائی ہوں
کیا یہ راہ یونہی آبلہ پا ہو گی
جہاں قدم قدم پہ انا پڑی ہو گی
کہ دل نے چپکے سے سرگوشی کی

جاؤ اسے منالو

اسے منالو

اپنی ۔۔ میں ۔۔ کو کہیں چھپالو

یہ گھڑیاں امر بنالو

یکدم تم کمرے میں آ جاتے ہو

مسکراتی نظروں سے مجھے دیکھتے ہو

اور ۔۔

ہاتھ بڑھا کر کہتے ہو

آؤ جاناں، کہیں باہر چلتے ہیں

انتظار

ہاں اب بھی۔۔

جب ساون برستا ہو گا

گھٹائیں جھوم کے چلتی ہوں گی

قوس قزح تیرے آنچل پہ اترتی ہو گی

ہوا تجھے چھو کر

مستی میں گنگناتی گزرتی ہو گی

میرا نام زیر لب لے کر تجھے اچھا لگتا ہو گا

ہاں اب بھی۔۔

مجھے یقیں ہے کہ تری آنکھوں میں

میرے نام کے دیئے جلتے ہوں گے

اک انتظار سا رہتا ہو گا

اور اسی انتظار کا اک دیا میں نے بھی

اپنے دل کے دریچے میں جلا رکھا ہے

خزاں کے پتے اور یہ بجھا دل

اداسی سی بڑھائے جاتے ہیں

من میں اٹھتا عجب سا شور

جانے کیا جتائے چاہتے ہیں

جن سے گھبرا کر۔۔

من کی کھڑکی میں نے بند کر دی

اب دل کا موسم اور باہر کا موسم

ایک سا ہے

نئی منزل نئی راہیں

میرے ہم سفر، ہمراہی،

حالات ہمیں کس ڈگر پر لے آئے

تو چاند تھا کسی اور کے آکاش کا

اور میں چاندنی کسی اور ہی آنگن کی

حالات کی آندھی چلی

ہنستی بستی دنیا اجڑی

دل سے جذبات رخصت ہوئے

تم تم نہ رہے

میں میں نہ رہی

اور زندگی رواں دواں رہی

وقت کے چکرویو سے

ہم اک دوجے کے ہمسفر بنے

اک نئے موڑ پہ لے آئی زندگی ہمیں

تیرا دل ہے ٹوٹا ہوا

میرے جذبات بجھے ہوئے

پر ہمیں چلنا ہے اسی راہ پر

کیونکہ کبھی وقت ٹھہرا ہے نہ مسافر

سو جتنی جلدی مان لو

یہ حقیقت پہچان لو

اتنا ہی اچھا ہے

کہ ہم آدھی راہ کے مسافر ہیں

محبت وارد ہوتی ہے

طوفاں بن کر

آندھی بن کر

اسکی کشمکش دل کے گرد ہالہ بنا دیتی ہے

یہ کبھی سیدھے راستے سے نہیں آتی

گھات لگا کر آتی ہے

اور سب کچھ چھین کر تہی دامن کر دیتی ہے

نہیں دوست !

ایسا نہیں ہے

شائد محبت بے بس ہوتی ہے

زمانے سے ڈرتی ہے

دلوں کو توڑنے سے گھبراتی ہے

سماج کی اونچی دیواروں میں اسکا بھی دم گھٹتا ہو گا

اسی لیے سہمی ہوئی ہوتی ہے

اور چپکے سے آکر

دلوں میں بس جاتی ہے

دل لگی کیوں مجھ سے کرتی ہے

شوخ چنچل ہوا سے کیسے کہوں

کیوں مجھ سے دل لگی کرتی ہے

میری زر تار ساڑھی کا پلو لہراتی ہے

میرے جوڑے کی کلیوں کو مہکاتی ہے

اک سرگوشی سی کر کے میری پلکوں کو جھکا دیتی ہے

میرے چہرے پہ اپنا لمس چھوڑ کر کھکھلاتی بھاگ جاتی ہے

شائد وہ بھی میرے دل کا موسم جانتی ہے

ضرور میرے ہجر کی گھڑیاں دیکھی ہوں گی

میری نم پلکیں اسے یاد ہوں گی

سو اسے پتہ ہے

آج کوئی آنے والا ہے

جس کے انتظار میں یہ دل دیدہ فرش ہے

اک جہاں آباد ہے

اور وہ اک سہیلی کی مانند

میری خوشی میں خوش ہونے چلی آئی ہے

پل صراط

یہ دنیا اک خریدار ہے

جہاں کبھی کبھی اک بازار لگتا ہے

جس میں کٹھ پتلی سجتی ہے

آج میری باری ہے

آج مجھے سجنا ہے اور اس کے سامنے پیش ہونا ہے

جسے آنکھوں نے دیکھا نہیں

دل نے پہچانا نہیں

اور جسے لڑکی دیکھنے کی رسم کہا جاتا ہے

نہیں جانتی کہ آنے والے کے حسن و ظن کا کیا معیار ہے

خوبصورتی، دولت کا دلدادہ ہے یا سیرت کا پرستار ہے

میرے در پر اک سوالی بن کر آئے گا؟

یا جھکے سروں کو مزید جھکانے آئے گا

میں تو بس اک بیٹی ہوں مجھے یہ مان رکھنا ہے

اور میرے جنم دینے والوں کو یہ تاوان بھرنا ہے

اپنی بہنوں کے لیے مجھے اس راہ سے گزرنا ہو گا

دل ڈر، خوف اندیشوں کا مارا ہے

کیا فیصلہ ہونا ہے اس سے گھبرایا ہے

یہ گھڑی کسی امتحاں سے کم نہیں

جس سے گزر کر مجھے اپنی ذات کی بقاء چاہیئے

اور یہ مقام دنیا کا پل صراط ہے

کیا سوچ رہے ہو

کیا سوچ رہے ہو

چلو اٹھو مسافر،

اب اس دیار میں جی کا لگانا کیا

یہ دنیا ہے شیشہ گروں کی

یہاں چلتی ہے تیشہ گروں کی

جہاں دل کے پیمانے بے دریغ توڑے جاتے ہیں

آنکھوں سے خواب نوچے جاتے ہیں

سانس لینے کو بھی دم گھٹتا ہے

سنگ ہر شخص اٹھائے پھرتا ہے

محبت کا نغمہ کھو گیا ہے

آنکھ میں پانی جم سا گیا ہے

تو کیا سوچ رہے ہو اٹھو

اس شہر میں اب جی کا لگانا کیا

گزرے دنوں کو بھلانے چلے ہیں

گزرے دنوں کو بھلانے چلے ہیں
ہاتھوں سے لمحے مٹانے چلے ہیں

جو دن گزارے تھے یاد میں تری
نہاں خانوں میں وہ چھپانے چلے ہیں

کبھی پھول بن میں جو کھل سے گئے
انھیں دھول میں اب ملانے چلے ہیں

ملے گی خوشی اور کس کو یہاں غم ؟
مقدر کو پھر آزمانے چلے ہیں

میں جن خوابوں میں تھی ہمیشہ سے کھوئی
وہی تو مجھے اب رلانے چلے ہیں

ذرا پاس آ، تجدید وفا کر لیں۔۔
محبت کے پھر سے زمانے چلے ہیں

لوگ کیا کہیں گے

ہر پل، ہر قدم، ہر موڑ
میری جان جگر سنبھل کر چلنا
زندگی تو اک ٹیڑھا معمہ ہے
پھونک پھونک کر قدم رکھنا
ورنہ لوگ کیا کہیں گے
سنو، سر پر حیا کی چادر رکھنا
نظریں جھکا جھکا کر چلنا
دل کی دھڑکن کو اپنے بس میں کرنا
بس پی گھر جانے کا انتظار کرنا
ورنہ لوگ کیا کہیں گے
شادی کے بعد پیا پر تن من وار دینا
سسرال میں میکے کی لاج رکھنا
سب کو مائیکے جیسا مان دینا
دل پر پیا نام کا تالا لگا دینا
ورنہ لوگ کیا کہیں گے
مانا کبھی کبھی یہ مشکل ہو گا
صبر شکر کا پارٹ دہراتے رہنا

پر دل کی لگی کو دل میں ہی رکھنا

ماتھے پر کبھی سلوٹ نہ ڈالنا

ورنہ لوگ کیا کہیں گے

اور میری جاں تم اکیلی کہاں ہو

میں ہوں نا تری چھایا، تری دوست

کبھی جب دکھی، اداس، غمگین ہو

تو چپکے سے مجھے بتا دینا

کسی اور سے نہ کہنا

ورنہ لوگ کیا کہیں گے

کیوں آزماتے ہو بار بار

بار بار

میری محبت

میری وفا کو

تمہارے ہاتھ میں جیسے اک تیشہ ہے

جس سے تم میرے دل پر ضرب لگاتے ہو

کیا تم نہیں جانتے!

اس طرح محبت ٹوٹ کر بکھر جایا کرتی ہے

چاند گرہن

کیا حسیں رات تھی

چاند زمیں پر اتر آیا

تارے شوخی سے دیکھ رہے تھے

ہوا ہولے ہولے گھونگھٹ کو ہلکورے دے رہی تھی

دلہن کے ارمان سیج پر پھول بن کر بکھرے تھے

لاج سے پلکیں جھکی جا رہی تھیں

خوابوں سے پپوٹے بوجھل تھے

کسی کے انتظار میں یہ محفل سجی تھی

آخر وہ گھڑی چلی آئی

اور وہ بھی چلا آیا

دروازہ دھڑ سے بند ہوا

الفاظ کی تیز و تند آندھی مسہری کے پھول نوچنے لگی

میرا تن من کسی اور کی امانت ہے

کہہ کر اس نے۔۔

کسی کے دل پر قدم رکھ دیا

تم اچھے لگتے ہو

ہوائیں تیرے آنے کا پتہ دیتی ہیں
اک چاپ سی پڑتی ہے
مندر میں دیا جلنے لگتا ہے
ہر سو درخشاں ہے
خوشبو چپکے سے سرگوشی کرتی ہے
تم آگئے ہو
آگئے ہو
تیری باتیں آبِ رواں ہیں
تیرا لہجہ نرم پھوار ہے
دل ہمہ تن گوش ہوتا ہے
دھڑکن میں کچھ ہوتا ہے
میں تیری آنکھوں میں دیکھنے سے ڈرتی ہوں
تیری آنکھیں نیلی ہیں
تم اچھے لگتے ہو
پر میں ان بھول بھلیوں میں کھونا نہیں چاہتی

یہ کیسی منزل

ہم کتنے خوش تھے
اک راہ کے مسافر تھے
دیئے ہاتھوں میں ہاتھ منزل کی اور چلے تھے
راتیں خواب سی تھیں اور دن بہار سے
اک دوسرے کی آنکھوں میں سپنے کھوجتے تھے
محبت کی روشنی ہماری آنکھوں میں جگمگاتی تھی
دنیا سے بے نیاز
دو دل ایک جاں ہو چلے تھے
کچھ ماہ و سال ہی گزرے تھے
کہ زمانے اور سماج کی ہوا چلی
اسے تمہارا نام ادھورا لگنے لگا
تمہارے نام کا وارث رکھوالا تشنگی دینے لگا
اور تم۔۔
تم ایک قدم آگے بڑھ گئے
میں محبت کی ماری وہیں تمھیں کھوجتی رہ گئی
جو تمھیں اپنی زندگی کی منزل سمجھتی تھی
تمہاری زندگی میں بس اک سنگ میل بن کر رہ گئی

اپنی کزن ممتاز کے نام،

منجدھار

وہی صبح تھی وہی شام تھی زندگی کتنی عام تھی
جب تم چلے آئے ہم سفر بن کر
اک رہگزر پر
تو یہی زندگی کتنی خاص ہو گئی
خوشیوں کے ہنڈولے میں دن رات بسر ہوتے تھے
تمہاری آنکھوں کے جگنو میری آنکھوں میں ستارے بھر دیتے تھے
فقط چار ماہ
یہ دل امنگوں سے بھرپور جیا تھا کہ تم چلے گئے
وہاں، جہاں سے واپسی کا کوئی راستہ نہیں
میں اجڑے دل کو سنبھالتی رہی
اور سماج نے میرے لیے اک نئی راہ کھوج دی
اب نئی منزل ہے نئی راہیں اور نیا ہے
مہرباں اپنا
جو دن رات نظروں کے سامنے ہے
پر میرے دل کے مسکن میں تم ہی رہتے ہو
تم ہی رہتے ہو
اور جس نام کو میں کبھی اپنی ذات کا حوالہ بنا کر چلتی تھی
اب اسے ہمیشہ اپنے دل میں چھپا کر رکھوں گی

سرما کا چاند

ٹھنڈی یخ رات ہے

ہو کا عالم

خاموشی کا ساتھ ہے

کچھ زرد زرد کچھ مدہم مدہم

سرما کا چاند ہے

چاندنی سہج سہج کر

تاروں کا آنچل اوڑھ کر اتر رہی ہے

اک متانت ہے، ٹھہراو ہے

اور

اندر کمرے میں بھی اک رات ہے

گرم بستر میں اک چائے کا کپ ہے

انسٹرومنٹل موسیقی

اک کتاب ہے

اور میں ہوں

خوشیوں سے عبارت

ارمانوں سے سجی

جو دل میں غنچہ بن کر کھلتی ہے

جس میں اک دیئے کی لو جگمگاتی ہے

جسے انتظار رہتا ہے اک ان دیکھے موڑ کا

جو دل کے مدو جزر میں ڈوبتی ہے ابھرتی ہے

جو فقط ایک ہی بار ملتی ہے

اس سے پہلے کہ یہ بے نام گزرے

یہ زندگی میں نے ترے نام کر دی

اک نقدی زندگی کی راہ پر

زندگی کی راہ پر
چلتے چلتے کبھی کبھی
ٹھہرنا پڑتا ہے
ستانا پڑتا ہے
مسافر اک چھاؤں ڈھونڈتا ہے
سنگ میل گنتا ہے
عمر کی نقدی ٹٹولتا ہے
زادراہ دوسروں کو تھمانا چاہتا ہے
اس وقت گراں ہے کچھ کھونے اور پانے کا احساس
اب تھیٹر میں کردار ختم ہی سمجھو
تب وہ گنگنانے لگتا ہے
یہ دنیا یہ محفل میرے کام کی نہیں
میرے نام کی نہیں

سمجھوتہ، کیوں رک سے گئے ہو

اے ہمسفر۔۔

کیوں رک سے گئے ہو

کیا ہوا!

جو چلتے چلتے دو رستے ایک ہو گئے ہیں

رستے تو بنتے، مٹتے، بچھڑتے اور ملتے رہتے ہیں

نہ تو آفتاب جیسا

نہ میں ماہتاب جیسی

پر اس راہ پر تاروں کی روشنی تو ہو گی نا

اور دیکھو۔۔

دوراہے بنتے ہی نہیں کبھی ایک بھی ہو جایا کرتے ہیں

تمہاری آنکھیں

کالی کالی

بے نیاز

مغرور سی

جنہیں اپنے سوا کسی کی پرواہ نہیں

حتی کہ یہ خوبصورت نظاروں۔۔

فطرت کے شاہکاروں کو بھی اچٹتی نظر سے دیکھتی ہیں

میں ان آبگینوں میں جی بھر کے دیکھنا چاہتی ہوں

ان کی بے نیازی کے پتھر توڑنا چاہتی ہوں

پر معتوب نہ ٹھہرائی جاؤں

اسلئے اپنی خواہش پہ بند باندھنے پر مجبور ہوں

ورنہ

تمہاری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر

میں انھیں ہپناٹائز کر سکتی ہوں

اک طلسم بھر سکتی ہوں

ان میں بسے خواب چکنا چور کر سکتی ہوں

ان کی بے نیازی توڑ سکتی ہوں

کیونکہ

لوگ کہتے ہیں کہ

میری آنکھیں تم سے زیادہ سحر انگیز ہیں

مصر کا بازار

نہ جانے کون ہے

میری قسمت کا خریدار؟

میں اک حورِ عرب ہوں

اور یہ مصر کا بازار ہے

جہاں میری خوبصورتی اک تماشا ہے

ہر نگاہ خریدار ہے

ہر دل طلب گار ہے

میں بکاؤ مال ہوں

بس اک اونچی بولی کی مار ہوں

دینار کی تھیلی کی جھنکار ہوں

نگاہوں کی ہوس سے سمٹی جاتی ہوں

اپنے آپ سے نگاہیں چراتی ہوں

اپنے وجود اپنی پہچان پہ شرمسار ہوں

میں اک کنیز اک لونڈی ہوں

جس کا ہر سپنا مسمار ہے

میری خوبصورتی میری ان دیکھی سزا ہے

میں کسی کی بہن کسی کی بیٹی نہیں

اور بیوی کا مرتبہ میرے لیے خواب ہے

کاش۔۔

اہل دنیا جانتے کہ

میرے سینے میں بھی دل ہے

میرے اندر بھی عزت نفس کی پکار ہے

میں وہ ہوں

جو حوا کی بیٹی کہلاتی ہے

فرصت ملے تو ذرا سوچنا

اے ہوا ذرا،

خوشبو سی بن کر پھیل جانا

میرے دل کی لگی اسے بھی بتانا

کہنا،

مانا یہ ملن اتفاقی ہے

یہ سنگم نام کا باقی ہے

تیری چاہت کچھ اور تھی

تیرا خیال کہیں اور تھا

یہ سماج یہ کھماج

یہ سزا یہ بیڑیاں

جو تجھے وقت نے پہنائیں

اس میں میرا کیا قصور تھا؟

میں تو وہی ہوں

اک روایتی سی معصوم سی

اماں بابا کی فرمانبردار

معاشرتی روایات کی پاسدار

جو ڈور کھنچنے پر چلی آئی

در ملتے ہی چوکھٹ پار کر آئی

پر یہ تیرا دور دور رہنا

مجھے اجنبی نظروں سے دیکھنا

گھر کے زندان میں لا بٹھانا

میری امنگوں میرے جذبات کو روندنا

کیا یہی دل والوں کا دستور ہے

فرصت ملے تو ذرا سوچنا

جو سزا تجھے زمانے نے دی

وہی سزا تم مجھے لوٹا رہے ہو

سوری ماں

ترے آنگن میں محبت کی روشنی دیکھی تو چلی آئی

ترے بازو وا دیکھے تو ان میں سمانے کی خواہش ہوئی

پر یہ بازوؤں کے گھیرے شائد میرے لیے نہیں تھے

یہ انتظار تو کسی اور کا تھا

تجھے اپنے سر تاج کا مان رکھنا تھا

اس کے نام کا الم بلند کرنا تھا

پرکھوں کی جائیداد کا رکھوالا دینا تھا

بیٹے کی ماں بن کر اپنا قد بلند کرنا تھا

سوری ماں

میں انجانے میں

خود کو تری پرچھائی سمجھ کر چلی آئی

محبت اے محبت۔۔۔تجھے آزما کر بھی

میں اور میری تنہائی

ہمیشہ سے ایک دوسرے کے ساتھی تھے

زندگی کا وہ حسین موڑ ذرا دیر سے آیا

پر میں خوش تھی

آنکھوں میں خواب جاگ اٹھے تھے

ڈھیروں دعاؤں سنگ پی گھر سدھاری

ساتھی خوبصورت، خوبرو تھا

پر اس کی سرشت میں وفا نہ تھی

اسکی آنکھیں مجھے نہیں میری دولت کو دیکھتی تھیں

تین سال بعد۔۔

میں تہی دامن والدین کی دہلیز پر آ بیٹھی

اب میرا ہاتھ ایک شادی شدہ مرد نے تھاما

اولاد کی خواہش اسے مجھ تک لائی

پر قسمت یہاں بھی بآور نہ ہوئی

ممتا سے میری جھولی خالی رہی

اس مطلبی نے بھی مجھے واپسی کا در دکھایا

کچھ سال بعد۔۔

ایک اور ہم سفر چپکے سے میری زندگی میں آیا

پر یہ ساتھ دور تک نہ چلا

وہ جس خاموشی سے آیا تھا ویسے ہی چلا گیا

محبت اے محبت !

تجھے بار بار آزما کر بھی تیرا میرا ساتھ ایک نہ ہو سکا

میں کل بھی تنہا تھی اور آج بھی تنہا ہوں

پہلے تنہائی میرے ساتھ تھی اب میں اسکے ساتھ ہوں

ایک ہی منظر، شمالی کھڑکی سے

نہ جانے کیوں

ہر سال

بار بار

ایک ہی منظر!

اس شمالی کھڑکی سے دیکھتی ہوں

خزاں کا درختوں سے پتے گرا دینا

ان کی ہریالی چھین لینا

اک سوچا سمجھا سا منصوبہ لگتا ہے

اور راہوں کو جگمگا دینا

کسی کی آمد کا پتہ دیتا ہے

آخر دودھیا لباس میں وہ شہزادی چلی آتی ہے

جس کے لیے یہ چراغاں ہوا

اس کے ہاتھوں میں سفید سنو دیکھ کر میں جان گئی ہوں

یہ خزاں اور برفباری کا خاموش کنٹریکٹ ہے

قید تنہائی

جو تو نے مجھے دی۔۔
محبت کا خواب دکھا کر
آنکھوں میں نئی دنیا بسا کر
شادی سے پہلے،
تو ایسا کچھ بھی نہیں تھا
کہ تم پردیس چلے جاؤ گے
چار دن کی بیاہی دلہن کو
وصل کی راحتوں میں بھگو کر
پابند کر جاؤ گے
اسکا تن من اسیر کر جاؤ گے
کیا خبر تھی
کہ تم مجھے بہلا رہے ہو
یا
اپنے دل کو۔۔
اور پھر اس بیر اگن کو محبت کی ڈور
سے باندھ کر
قید تنہائی کے پاتال میں ڈال کر چپکے سے چلے جاؤ گے

تاروں بھری رات

تاروں بھری رات ہے
اور تیرا میرا ساتھ ہے

چاند ہے اک فلک پہ
اور ہاتھ میں تیرا ہاتھ ہے

محبت میرے دل کے اندر
تیرے لیے اک بات ہے

پر فسوں فضا نکھری چاندنی
مرے دل کو کرے نہال ہے

تم دیکھو اسے اک اچٹتی نظر
کہ بس فطرت کا شاہکار ہے

ایک میں ہوں ایک تم ہو
کیوں سوچوں میں تکرار ہے

آخر کسی کو پا کر بھی نہ پانا
کیا یہی محبت کا انداز ہے

جانتے ہو، وفا کیا ہے۔

وفا کیا ہے؟

کیا کسی کتاب میں پڑھا ہے

مجنوں، رانجھا، پنوں، مہینوال،

کو جانا ہے

جن کے پاس صرف دل جیسی انمول دولت تھی

اور وہ بھی انھوں نے لٹا دی

اور خالی دل خالی ہاتھ لیے محبت کی بقاء چاہتے رہے

کیا تم میرے لیے یہ جنگ لڑو گے؟

فرہاد کی طرح تیشہ چلا پاؤ گے

جسم و جاں کی مشقت کر سکو گے

مجنوں کی طرح خاک چھانو گے

محبت کا بول بالا کرو گے

بس ایک ہی شرط ہے

جو میرے بابا کی طے کردہ ہے کہ

تم سیاست کا میدان چھوڑ دو

ستارہ

میں اک ستارہ ہوں
ٹم ٹم کرتا روز رات کو
آکاش کے آنچل پہ ٹکا جھلملاتا ہوں
آفتاب کی تند روشنی اور غصیلی گرمی
کے ڈر سے دن کو چھپ جاتا ہوں
اور رات کو آنکھیں جھپکاتا، مسکراتا
اپنے ساتھیوں کے ساتھ چندرما کے پاس آجاتا ہوں
کبھی چاند کی بڑھیا کو چرخہ کاتتے دیکھتا ہوں
کبھی بادلوں سے اٹھکیلیاں کرتا ہوں
ان سے آنکھ مچولی کھیلتا ہوں
آکاش کی بلندی سے دنیا کا نظارہ کرتا ہوں
محبت کرنے والوں کو۔۔
جب بھی چاند تاروں کی گواہی کی ضرورت پڑتی ہے
میں نیچے آکر انھیں وش کرتا ہوں
میں سب کو خوش دیکھنا چاہتا ہوں
کیونکہ میں اک ستارہ ہوں
سو دنیا والو، مجھے بتاؤ کہ
میری مہر النساء کہاں ہے؟

شام کتنی اداس ہے

کتنی اکیلی تنہا تنہا

ہوا بھی خاموش، گل بھی ساکت

پنچھی بھی جھنڈ کے جھنڈ

تھکے تھکے سے اپنے آشیانے کو جا رہے ہیں

مسافر کو بھی تلاش ہے اک پڑاؤ کی

افق کے کناروں سے نارنجی چادر اس سماں کو لپیٹ رہی ہے

اک اداسی سی ہر سو پھیل رہی ہے

کچھ دیر، بس کچھ ہی دیر

ابھی وہ آتی ہو گی

خراماں خراماں،

جس کے انتظار میں سب باادب ایستادہ ہیں

جو آتے ہی اپنی کالی کالی زلفیں کھولے گی

پھر بازو کھولے گھومے گی

اور پوری کائنات کو اپنی بانہوں میں سمیٹ لے گی

اور شام کی یہ اداسی

اسکے کالے ستاروں ٹکے آنچل میں منہ چھپا لے گی

تیرے جانے کے بعد

میں کیا تھی
اور کیا ہو گئی ہوں
تیرے افق کے پار
بس جانے سے میں کتنی اکیلی ہو گئی ہوں
یہ سماج اور رواج
دنیا کی رنگینیوں سے کٹ کر
مجھے اک کونے میں بٹھا دینا چاہتا ہے
میری نگاہیں ہمیشہ کے لیے جھکا دینا چاہتا ہے
میرے لیے سفید براق پیرہن اس نے چن لیا ہے
میرے ہاتھ کا کنگن
اس نے اتار پھینکا ہے
سہاگنوں کی محفل اب میرے لیے نہیں
نئے خواب سجانا ممنوع ہے
دوسروں کے لیے اب مجھے اک مثال بننا ہے
کاش سماج کے ٹھیکیدار جان پاتے
تیرے چلے جانے سے میں پہلے ہی کتنی تنہا ہو گئی ہوں
میری روح کی حقیقت میرے چہرے پر چھپی ہے
میرا دل تو پہلے ہی مر چکا ہے
اور مردہ دل کیا خاک جیا کرتے ہیں

شٹل کاک

سنو۔۔

کبھی روٹھتے ہو

پھر مان جاتے ہو

کبھی ناراضگی کے پتھر پھینکتے ہو

پھر منا کر مجھے انھی پتھروں کو چن لیتے ہو

تمہارا مزاج بادوباراں جیسا

جو گرجتا ہے

اور برستا ہے

کبھی رلاتا ہے

پھر مسکاتا ہے

اور میں تمھیں کھوجتی رہ جاتی ہوں

جاناں،

کیا تم محبت کو شٹل کاک سمجھتے ہو

محبت دیکھ لی

کیسا لگے تمہیں!

جب سامنے منزل ہو اور دو گام سفر باقی رہے

آنکھوں میں سپنے ہوں اور کوئی خواب چرا لے جائے

بچپن سے ترا نام اپنے نام کے ساتھ جڑتا دیکھ رہی تھی

تصور میں شہنائی سی بجنے لگتی تھی

کہکشاں، چاند، شفق، پھول، ستارے، جگنو

سب میں ترا ہی عکس دکھتا تھا

پھر یہ جان کر کہ

تم کسی اور منزل کے مسافر بننا چاہتے ہو

میں نے اپنے ہاتھوں پھول کی پتی پتی بکھیر دی

سنا ہے اب تم پھر میرے ساتھ چلنے کو تیار ہو

شائد مجبوری کے سنگ۔۔

لیکن اب میں اس رستے پر قدم نہیں رکھ سکتی

میں نے اپنے دل کو اک بار تو چاند کھیلنے کو دے دیا تھا

بار بار نہیں دے سکتی

\-----------

ایڈونچر

محبت کرنے سے پہلے
کیا تم نے اسے جانا تھا
سمجھا تھا
اپنے دل پر ہاتھ رکھا تھا
پنوں کے درد کو سمجھا تھا
رانجھا کی ونجلی کے سر دل میں اتارے تھے
فرہاد کا تیشہ یاد تھا نا!
صحرا کی خاک پہچانتے تھے
یا
تم محبت کو کوئی دیومالائی چیز سمجھتے رہے
پرستان سے اترتی کوئی شہزادی
جو تمہارے قدموں میں اپنا دل ڈال دے گی
تمہاری آنکھوں پر اپنی بھیگی زلفوں کے موتی بکھرائے گی
اور منزل تیرے سامنے ہو گی
یا
تم محبت کو اک ایڈونچر سمجھتے رہے
اک جوا،
کہ ہارے بھی تو بازی مات نہیں

وصل کا لمحہ

جو دل پر دستک دیتا ہے
خوابوں میں دکھائی پڑتا ہے
ملن کی رات شادی کا پیراہن لیے آ پہنچی
ابھی ابھی تم نے میرا گھونگھٹ الٹا ہے
اور رونمائی دیتے میرا حنائی ہاتھ تھام لیا
دل دھڑ دھڑ بجنے لگا
ماتھے پہ پسینہ چمکنے لگا
خاموشی ۔۔ خاموشی ۔۔
زرتار بھاری آنچل
سنوارتے میں گھبراہٹ میں تمہاری اور دیکھ بیٹھی
اور میری نظر تمہاری نظر سے جا ٹکرائی
اور ہونٹوں پہ مسکان لیے لوٹی
تم بھی خاموش گھبرائے سے لگے
جیسے کچھ کہنا چاہتے ہو اور رک جاتے ہو
میرے دیکھنے سے مسکرا اٹھتے ہو
جاناں !
رہنے دو جو کہنا ہے
اب کچھ نہ کہنا
ہماری نظروں نے وہ سب کچھ کہہ دیا ہے

خسارہ، شاید یہی ہے وہ

زندگی کبھی شعلہ کبھی شبنم کبھی آنسو کبھی چتون

اک رم جھم جو بارہا برستی ہے، دل میں سسکتی ہے

خوابوں کو جگاتی ہے، دیئے کی لو جیسی جلتی ہے

ان میں کچھ خواب سوکھے پتوں کی طرح اڑ جاتے ہیں

دنیا کی ٹھوکروں میں جا بستے ہیں

شائد یہی ہے وہ خسارہ، کچھ پا کر بھی نہ پانے کا احساس

جو من کے صحرا میں اتر کر دل کو کملائے پھول جیسا بنا دیتا ہے

اور یہ کشکول کبھی بھرا ہے نہ خالی ہے

فریبی

تیری آنکھیں کتنی خوبصورت ہیں

بھنورا سی

چمکتی ہوئی

نشیلی سی

جن میں اک جہاں آباد ہے

جس کا باسی بننے کو کئی دل ہمکتے ہیں

چاہت میں ڈوبے ہیں

پر تو۔۔ تو لفظوں کا بادشاہ ہے

میٹھے بولوں کا جادوگر ہے

دلوں پر پھونکنے کا منتر جانتا ہے

کچھ خود غرض اور انا پرست

جو دلوں کو تڑپانا جانتا ہے

جلانا جانتا ہے

رلانا جانتا ہے

میں کبھی کبھی سوچتی ہوں

تیری آنکھیں فریبی ہیں

یا

تیرا دل فریبی ہے

کیوں روٹھ جاتے ہو

ذرا ذرا سی بات،

ہلکی سی تکرار پر

تمہاری آنکھیں ناراض لگتی ہیں

الفاظ کہیں بچھڑ جاتے ہیں

چاند تارے جیسے اپنی لو بجھا دیتے ہیں

دل میں آندھی سی چلنے لگتی ہے

اور

میں سوچ میں پڑ جاتی ہوں

محبت تو ان باتوں سے ماورا ہوتی ہے

وعدہ، اک کمٹمنٹ یا سچائی

ایک لفظ

ایک کمٹمنٹ منٹ

ایک سچائی

جو دل کی گہرائیوں میں جا بسے

اسم اعظم بن کر مقید ہو جائے

اور ترے چار وعدوں کے آگے

میں اس ایک وعدے کی پابند ہو گئی

تنہائی، اک میرا غمگسار

میں اور میری تنہائی

دو غمگسار۔۔

اکثر مل بیٹھتے ہیں

حال دل کہہ لیتے ہیں

دل کو سمجھا لیتے ہیں

دل پر پڑے پتھر سمیٹ لیتے ہیں

نہ جانے کیوں!

دنیا کی محفل اب اچھی نہیں لگتی

اک اجنبیت سی درمیاں در آئی ہے

خود سے باتیں کر کے دل کی انجمن سجا لیتے ہیں

ہاں اسی لیے۔۔

میں اور میری تنہائی اکثر مل بیٹھتے ہیں

کیسے کہہ دوں کہ۔۔۔

آنکھیں پھٹی پھٹی،

دل ابھی تک گم سم

رفیق ہے

کیا اک راہ چلنے والے

ساتھ نبھانے کا وعدہ کرنے والے

یوں بھی کیا کرتے ہیں

دل توڑ دیا کرتے ہیں

سامنے منزل ہو

اور رستے سے ہٹا دیا کرتے ہیں

گلے میں نئی باہیں سجا لیا کرتے ہیں

اور کسی کے گلے میں

طلاق کا طوق پہنا کر

خود آگے بڑھ جایا کرتے ہیں

اور

وہ اس طوق کے بوجھ تلے دبی وہیں بیٹھی رہ جاتی ہے

سوداگر

بے وفا

ہرجائی

یہ تونے کیسی پریت نبھائی

میں نے اپنا سچے موتی جیسا دل تجھے دے دیا

اور تیرا دل لے کر اسے اونچی مسند پہ بٹھایا

اور تونے

میرا دل اپنے قدموں تلے روند ڈالا

بہار جانے کو ہے

ابھی ابھی تو آئی تھی

کتنے انتظار کے بعد

سرد ہوا خوشبوؤ میں نہائی تھی

بالوں میں گجرے، ہاتھوں میں کنگن

اور موتیے کی کلیاں مسکرائی تھیں

گلاب محبت کی زباں بنے تھے

باغباں گلوں کی سلطنت میں نہال تھا

اچانک برسات کی بارش نے سرگوشی کی

بہار جانے کو ہے

سنگ میل

زندگی کیا ہے!

معمہ، پہیلی، عجوبہ

سمجھنے کے لیے اک عمر لگانا پڑتی ہے

آگہی کے در وا کرنے پڑتے ہیں

عمر لگ جاتی ہے چھاؤں ڈھونڈنے میں

میں اک تھکی ہاری مسافر ہوں

انتظار، انتظار اور انتظار

کوئی سنگی ساتھی مل نہ سکا

جسے کارواں چھوڑ کر جا چکا

اب اس سنگ میل پر بیٹھی ہوں

جس پر آخری سٹاپ لکھا ہے

جانتی ہو

میری زندگی میں تری اک خاص جگہ ہے
پیارا سا مقام ہے
جب میں تجھے دیکھتی ہوں تو مجھے اچھا لگتا ہے
جب تجھے چھوتی ہوں
تو اک انوکھی سی خوشی میرے من میں سرایت کرتی ہے
ایسا لگتا ہے
جیسے کوئی ساتھی تنہائی بانٹ لے
ویراں زندگی کو گلستاں بنا دے
من کی گہرائیوں تک پہنچا دے
میں تجھے ہزاروں ناموں سے پہچانتی ہوں
کبھی ترا شوخ پیرہن مجھے بلاتا ہے
تو کبھی ترا کلاسک وجود متوجہ کرتا ہے
میری۔۔۔
خوشبو، ہم سفر، امر بیل، زاویہ، سنولیک،
میری پیاری کتاب
ہاں میں تجھی سے مخاطب ہوں

محبت۔۔

وارد ہوتی ہے
کبھی کبھی
ان دیکھے انجانے
مہمان کی طرح
دروازے پر دستک دیتی ہے
اور
دل کی گلی میں
ہمیشہ کے لیے مقیم ہو جاتی ہے

اک خبر

آہ!

کیا حسین خواب تھا

اک انگڑائی سی آئی

ہٹا کر چہرے سے سرمئی آنچل اک کرن جگمگائی

ہر سو اک روشنی ہے

میری آنکھیں ترے تصور سے جھکی جاتی ہیں

بات بہ بات مسکراتی ہیں

ستاروں کی طرح چمکتی ہیں

لگتا ہے

آج دنیا بڑی سہانی ہے

دل جواں ہے

امنگوں پہ جوانی ہے

پر ابھی کچھ ہوا ہے

اک بارش سی ہوئی ہے

اور تیرے نہ آنے کی خبر سے

میرے اندر کا موسم بدل گیا ہے

وفا کی راہ میں کتنے مقام آتے ہیں

کتنے مقام آتے ہیں
کیسے کیسے موڑ آتے ہیں
اک کشمکش زندگی سے گزرنا پڑتا ہے
بے اعتباری سی دل کے آس پاس رہنے لگتی ہے
میں وہی ہوں
جو ہمہ وقت تیری نظروں کے احاطے میں گھری رہتی تھی
میرے بن یہ جیون تجھے ادھورا خالی سا لگتا تھا
اس آنچل میں ستارے بھرنے کو تم تیار رہتے تھے
میری آنکھیں تمھیں اک مے خانہ لگتی تھیں
اور یہ کالی زلفیں بمثل زنجیر لگا کرتیں
کتنے خوبصورت خواب دیکھے تھے
جن کی مجھے یہ تعبیر ملی کہ
شادی کے بعد۔۔
تم سب کچھ بھول چلے
پا کر ترا ساتھ میں وہ سب کچھ کھو چلی
جو کبھی میرا تھا۔۔
اب دن رات اسی فکر میں رہتی ہوں کہ
میری وہ جگہ تم کسی اور کو نہ دے دو

ابھی تو رات باقی ہے

جاناں!
تمہاری آنکھیں نم کیوں ہیں
اک حسرت سے میری آنکھوں میں دیکھتی ہیں
اور جھک جاتی ہیں
بن کہے میرے دل پر
احساس کے پتھر مارتی ہیں
ابھی تو رات باقی ہے
ساتھ ہو تم اور رات جواں
تین سو پینسٹھ راتیں
مانا کہ ہم ساتھ نہ ہوں گے
ہجر کا موسم ہو گا
جدائی کی راتیں ہوں گی
تم بھی تنہا
اور میں بھی
پر دیکھو،
یہ چاند بھی تو تنہا ہو گا نا!
تو کیوں نہ ان لمحوں کو وصل بنائیں
تا کہ جب تم مجھے یاد کرو
تو تمہاری آنکھوں میں
میری یاد کے روشن چمکتے ستارے ٹمٹمائیں

کیسے کہوں۔۔۔

میں جی کی بات
میری سکھی، میری دوست
ہم دونوں ایک ہی دن
اپنے اپنے پیا آنگن اترے
تجھے ملی روشنی۔۔
مجھے اماؤس کی رات
ترا نصیب تجھے خوشیوں کا جھولا جھولائے
میں برہا کی ماری جاگوں ساری رات
دل کا موسم ٹھہر سا گیا ہے
اک نام کے رشتے نے میرا اپنا پن چھین لیا ہے
یہ آنکھیں، یہ رہنا، یہ دل
سب کو ایک ہی انتظار
دنیا کی نظروں میں فقط
دو سال۔۔
اور میرے لیے
دو صدیوں جیسا انتظار۔۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

بیوپاری

دل کی بات کرتے ہو؟

مجھے کیا سمجھاتے ہو کہ

یہ بیوپار ہے دل والوں کا

جانتی ہوں

کہ دل ہے تمہارے پاس

کیا دل کے بدلے جاں دو گے ؟

اک آئینہ میرے روبرو

اک آئینہ میرے روبرو

ہزاروں عکس دکھائے

من کی سندر دنیا

اک من چاہی شبیہ چھپائے

قوس قزح کے پیرہن

حسیں شام کے بھیگتے سائے

پر خوشیوں کی عمر مختصر

اور ابدی غم پائے

اب ریزہ ریزہ خواب ہیں

اور نم پلکوں کے سائے

یادوں کی ساری کرچیاں

پل پل مجھے تڑپائیں

کیا سوچا تھا، کیا پایا ہے

زندگی کا ہے کو اتنا رلایا ہے

کیا میں نے ترا گنوایا ہے؟

جو میں نے اپنے عکس کو

دھندلا پایا ہے

قطعہ

کیوں آزماتے ہو ہو بار بار

میری چاہت میری محبت کو

کیا تمھیں مجھ پہ بھروسہ نہیں

یا اپنی وفا پہ اعتبار نہیں

اور عمر کی فصل۔۔۔

جاناں!

اداس کیوں ہو

میری آنکھوں میں دیکھو ذرا

کیا ہوا جو

تم تم نہ رہی

میں میں نہ رہا

اور عمر کی فصل پک گئی

پر محبت ہمیشہ درمیاں تھی

زندگی کے کچھ موڑ کٹھن ضرور تھے

لیکن ہماری وفائیں ساتھ رہیں

جانم، تم آج بھی میرے لیے وہی ہو

شیریں، لیلی، سسی، صاحباں

اور میں تراوہی عاشق جاوداں

وقت ظالم نہیں بیدرد نہیں

یہ تو ہماری محبت کی تاریخ رقم کرے گا

جب تم نہ رہو گی جب میں نہ رہوں گا

یہ چاند تارے ہمیشہ ہماری محبت کے گواہ رہیں گے

رات بھیگی بھیگی چاند مدہم مدہم

رات بھیگی بھیگی چاند مدہم مدہم
اک ان دیکھا سا جال بچھائے
تاروں بھرا آنچل اوڑھ کر چاندنی
دھیرے دھیرے اپنا سحر پھیلائے
یہ چنچل مست مدھر رقاص ہوا
اک پیار بھرا سندر راگ سنائے
آنکھوں میں تصویر دل میں اسکا خیال
آج پھر بار بار میرا من مسکائے
میرے من کی مدھر بانسری بھی
پیار بھرا اک شوخ گیت گائے
نجانے کہاں ہے وہ چندا اور چاندنی
دیکھ کر انھیں شائد اسے کچھ یاد آئے
دل بیقرار آنکھوں میں اس کا انتظار
جانے کب وہ پردیس سے لوٹ کر آئے

تم سے کچھ کہنا ہے

جی ہاں۔۔
میرے سرتاج،
مجھے تم سے کچھ کہنا ہے
بہت کچھ۔۔
ڈھیروں باتیں، ان گنت گلے شکوے
لیکن تمہارے پاس میرے لیے وقت کہاں ہے؟
ان سب کو سننے کے لیے۔۔
تمہاری زندگی تو وقت کی قید میں ہے
عرض کیا ہے۔۔
وہی صبح ہے وہی شام ہے
تمہاری زندگی کتنی عام ہے
آفس تک جانے کی دوڑ ہے
اور تم پر باس کی پھٹکار ہے
چلو۔۔
میں انتظار کیے لیتی ہوں
ملتے ہیں اگلے ماہ
ایک لمبی فہرست کے ساتھ

جواب عرض کیا ہے

ہاں ہاں۔۔

میری زوجہ محترمہ۔۔

مجھے بھی کچھ کہنا ہے

بے شمار باتیں، نصیحتیں اور فضیحتیں

تمہارے پاس تو وقت ہی وقت ہے نا؟

یہ سب سننے کے لیے۔۔

میرا وہ کھڑوس باس۔۔ چھوڑو اس کا کیا کہنا ہے

کچھ اپنی کہو۔۔ کچھ میری سنو

جوابا عرض کیا ہے۔۔

کبھی کسی کو مکمل جہاں نہیں ملتا

کبھی زمیں تو کبھی آسماں نہیں ملتا

کبھی جراب تو کبھی رومال نہیں ملتا

اور آجکل تمہارا مزاج بھی نہیں ملتا

چلو خیر۔۔

جو ہوتا ہے وہ ہونے دو

اپنی فہرست کو لمبا ہونے دو

تو ملتے ہیں اگلے ماہ شکایتی ٹرانسمیشن کے ساتھ

شکوہ

ان کو یہ شکایت ہے کہ ہم کچھ نہیں کہتے

سچ ہے۔۔

مانتی ہوں۔۔

میرے پاس الفاظ کا خزانہ نہیں

موتی جیسے حروف نہیں

محبت بھرے فقرے نہیں

لیکن، تم آنکھوں کی زباں تو سمجھتے ہو گے

دل کی بولی تو پہچانتے ہو گے

محبت کی ان دیکھی شعاعیں تمہیں چھوتی تو ہوں گی

تو پھر یہ شکوہ کیسا!

آخر محبت لفظوں کی محتاج تو نہیں
